۷ ہم نے کار خریدی

ساغرؔ خیامی

پہلی بات : پرانے زمانے میں کسی شخص کے امیر اور مالدار ہونے کی علامت یہ بتائی جاتی تھی کہ "اس کے دروازے پر ہاتھی جھومتا ہے۔" ہمارے زمانے میں کسی شخص کے گھر کے آگے اس کی کار کھڑی ہو تو وہ آسودہ حال سمجھا جاتا ہے۔ اب مالدار لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور کار عزّت و وقار سے زیادہ ضرورت کی چیز سمجھی جانے لگی ہے۔

ذیل کی نظم میں ایسی ہی دلچسپ صورتِ حال کو پیش کیا گیا ہے کہ پرانی کار خریدنے کے بعد شاعر کو اس قدر پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا کہ وہ اسے بیچنے پر مجبور ہو گیا۔

جان پہچان : ساغرؔ خیامی کا اصل نام سیّد رشید الحسن تھا۔ وہ ۷؍جون ۱۹۳۸ء کو رام پور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سیّد اولاد حسین نقوی بھی شاعر تھے اور 'شاعرؔ لکھنوی' کے نام سے معروف تھے۔ ساغرؔ خیامی کے بھائی ناظرؔ خیامی بھی مقبول مزاحیہ شاعر تھے۔ ساغرؔ خیامی نے لکھنؤ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور جواہر لال نہرو یونیورسٹی، دہلی میں ملازمت اختیار کی۔ ۱۹۹۷ء میں انھیں غالب ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ان کے تین شعری مجموعے 'انڈر کریز'، 'قہقہوں کی بارات' اور 'پس روشنی' شائع ہو چکے ہیں۔ ساغرؔ خیامی کو اُردو کے مزاح نگار شعرا میں اہم مقام حاصل ہے۔ ۱۹؍جون ۲۰۰۸ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔

چاروں طرف سے بند ہے صندوق کی طرح — چلنے سے پہلے اُچھلے ہے بندوق کی طرح
لیتی ہے لمبی سانس بھی مدقوق کی طرح — چلتی ہے وہ سڑک پہ بھی معشوق کی طرح

اَڑ جائے تو قدم نہ اُٹھائے برائے سیر
چل جائے تو رُکے نہ وہ دیوار کے بغیر

پھٹکار ایسی کار کے ، ساغرؔ ، خیال پر — روتا ہے پھوٹ پھوٹ کے ماضی بھی حال پر
کہنے پڑے قصیدے کئی جس کی چال پر — کھوا ہے وہ چڑھائی پہ ، ہرنی ہے ڈھال پر

اکثر مرے گھٹانے پہ اسپیڈ بڑھ گئی
اُڑ کر سڑک سے چاٹ کے ٹھیلے پہ چڑھ گئی

کیا کہیے جس طرح مرے جی کو جلائے ہے — آگے کو میں چلاؤں ، وہ پیچھے کو جائے ہے
مرغی کی طرح دھول پروں سے اُڑائے ہے — سو بار دن میں جیل کے رستے دِکھائے ہے

ہے کار کس کے پاس جو اتنی قدیم ہو
آئے جو باپ سامنے ، بیٹا یتیم ہو

گو ہے شکستہ حال ، پہ ہمت بلند ہے کھینچے جو سوئے دار ، وہ ایسی کمند ہے
یہ ہی نہیں کہ صرف شرارت پسند ہے پہیوں میں اس کے ، وقت کی رفتار بند ہے
چھوٹی ببول سے تو پھنسی آ کے نیم میں
ہٹلر کے کام آئی ہے جنگِ عظیم میں
موٹر خریدنے سے بڑا نام ہوگیا کہتے ہیں لوگ آپ کو آرام ہوگیا
ان کو خبر نہیں ، مجھے سرسام ہوگیا گھر جس کی دیکھ بھال میں نیلام ہوگیا
لِلّٰہ میری جان عزیزی بچائیے
گاہک کوئی ملے تو مجھے بھی بتائیے

خلاصہ : اس نظم میں شاعر نے پرانی کار کے چلنے رکنے کی منظرکشی کی ہے۔شاعر کہتا ہے کہ یہ کار چاروں طرف سے صندوق کی طرح بند ہے۔ چلنے سے پہلے بندوق کی طرح اُچھلتی ہے اور معشوق کی طرح اِٹھلاتی ہوئی چلتی ہے۔اس کا چلانا مشکل ہے۔چل پڑے تو روکنا دشوار ہے۔شاعر اس وقت کو یاد کرکے روتا ہے جب یہ کار خریدی گئی تھی۔ یہ چڑھائی پر کچھوے کی طرح سست ہوجاتی اور ڈھلان پر ہرنی کی طرح قلانچیں بھرتی ہے۔اس کی اسپیڈ گھٹائیں تو بڑھ جاتی اور آگے چلاؤ تو یہ پیچھے چلتی ہے اس لیے کئی حادثوں کا شکار ہوتی ہے۔ یہ کار شکستہ حال ہے اور چلنے میں ناکام ہے گویا اس کے پہیوں میں وقت کی رفتار بند ہے۔موٹر خریدنے سے شاعر کی شہرت اور وقار میں اضافہ ضرور ہوا مگر وہ کئی مصیبتوں میں پھنس گیا ہے۔کاش کوئی اسے خرید لے تو شاعر کی جان چھوٹے۔

معانی واشارات

مدقوق	-	جسے دق کی بیماری ہو مراد بہت کمزور و لاغر
معشوق	-	بہت پیارا دوست
پھٹکار	-	لعنت
شکستہ حال	-	بری حالت والا
سوئے دار	-	پھانسی کے پھندے کی طرف
کمند	-	پھندا
ہٹلر	-	جرمنی کا مشہور ڈکٹیٹر
سرسام	-	ایک بیماری کا نام

مشق

* ”اُس کے دروازے پر ہاتھی جھومتا ہے۔“ اس بیان کی وضاحت کیجیے۔
* خاکے مکمل کیجیے:

ساغر خیامی
- اصل نام ....
- تاریخِ پیدائش ....
- جائے پیدائش ....
- ملازمت ....
- ایوارڈ ....
- والد ....

ساغر خیامی کے شعری مجموعے
- [ ]
- [ ]
- [ ]

* ’بندوق، مدقوق، معشوق‘ ان الفاظ کے ذریعے کار کی بیان کی گئی کیفیتوں کو واضح کیجیے۔

الفاظ	کیفیت	الفاظ	کیفیت
بندوق	....	مدقوق	....
معشوق	....		

* شعر کا مطلب لکھیے۔

اُڑ جائے تو قدم نہ اُٹھائے برائے سیر
چل جائے تو رُکے نہ وہ دیوار کے بغیر

* نظم سے ایسے مصرعے تلاش کرکے لکھیے جن میں صنعتِ تشبیہ کا استعمال کیا گیا ہے۔
* ”چھوٹی بول سے تو پھنسی آ کے نیم میں“ اس مصرع کی طرح ایک کہاوت ہے۔ وہ کہاوت لکھیے۔
* مناسب جوڑیاں لگائیے۔

الف	ب
قصیدہ	چڑھائی
کچھوا	ڈھال
ہرنی	چال

* جملوں میں استعمال کیجیے۔

(الف) اَڑ جانا (ب) اُڑ کر جانا

* مطلب بیان کیجیے۔

۱۔ آئے جو باپ سامنے، بیٹا یتیم ہو
۲۔ پہیوں میں اس کے، وقت کی رفتار بند ہے

* قدیم ۔ یتیم ، نیم ۔ عظیم کی طرح ہم صوت لفظوں کی جوڑیاں بنائیے۔
* شاعری کار کے بارے میں اپنی رائے لکھیے۔
* صنعتِ مبالغہ کا شعر لکھیے۔
* اپنی پسندیدہ کار کے بارے میں لکھیے۔
* مختلف کمپنیوں کی کاریں آپ نے دیکھی ہوں گی۔ چار دوستوں کا ایک گروپ بنا کر ان کاروں کے ناموں اور خوبیوں پر بات چیت کیجیے۔
* کوئی مزاحیہ نظم تلاش کرکے اپنی بیاض میں لکھیے۔
* اُردو میں مختلف سواریوں پر نظمیں لکھی گئی ہیں۔ ایسی تین نظمیں تلاش کرکے اپنی بیاض میں لکھیے۔
* نظم ’ہم نے کار خریدی‘ کے پہلے بند سے تشبیہ کے مصرعے لکھیے۔

میری سائیکل

آخر کار بائسیکل پر سوار ہوا۔ گھر سے نکلتے ہوئے کچھ تھوڑی سی اترائی تھی۔ اس پر سائیکل خود بخود چلنے لگی، لیکن اس رفتار سے جیسے تارکول زمین پر بہتا ہے، اور ساتھ ہی مختلف حصوں سے طرح طرح کی آوازیں برآمد ہونا شروع ہوئیں۔ ان آوازوں کے مختلف گروہ تھے؛ چیں، چاں، چوں کی قسم کی آوازیں زیادہ تر گدی کے نیچے اور پچھلے پہیے سے نکلتی تھیں۔ کھٹ، کھڑ کھڑ، کھڑر کی آوازیں مڈگارڈوں سے آتی تھیں۔ چر، چرخ، چرچرخ کی قسم کے سُر زنجیر اور پیڈل سے نکلتے تھے۔ زنجیر ڈھیلی تھی۔ پچھلا پہیہ گھومنے کے علاوہ جھومتا بھی تھا یعنی ایک تو آگے کو چلتا تھا اس کے علاوہ داہنے سے بائیں اور بائیں سے داہنے کو بھی حرکت کرتا تھا۔ چنانچہ سڑک پر جو نشان پڑ جاتا تھا اس کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سانپ لہرا کر نکل گیا ہے۔

پُرزے جواب تک سو رہے تھے بیدار ہو کر گویا ہوئے۔ اِدھر اُدھر کے لوگ چونکے۔ کھڑر کھڑر کے بیچ میں پہیوں کی آواز جدا سنائی دے رہی تھی، لیکن چونکہ بائسیکل اب پہلے سے تیز تھی اس لیے چوں چوں چوں پھٹ نے ’چوں پھٹ‘ کی صورت اختیار کر لی تھی۔ اس قدر تیز رفتاری سے دو تبدیلیاں واقع ہوگئیں؛ ایک تو ہینڈل ایک طرف کو مڑ گیا۔ اس کے علاوہ بائسیکل کی گدی دفعتہً چھے اِنچ کے قریب نیچے بیٹھ گئی۔ چنانچہ جب پیڈل چلانے کے لیے میں ٹانگیں اوپر نیچے کر رہا تھا تو میرے گھٹنے میری ٹھوڑی تک پہنچ جاتے تھے۔

* وجہ بیان کیجیے۔

۱۔ سائیکل خود بخود چلنے لگی۔
۲۔ سڑک پر ایسا نشان پڑ جاتا جیسے سانپ لہرا کر نکل گیا ہے۔
۳۔ ادھر ادھر کے لوگ چونکے۔
۴۔ ’چوں چوں پھٹ‘ نے ’چوں پھٹ‘ کی صورت اختیار کر لی تھی۔
۵۔ اس اقتباس میں آنے والی آوازوں کو ترتیب وار لکھیے۔
۶۔ اس اقتباس کے مصنف کا نام تلاش کرکے لکھیے۔